اِصلاحِ اَغلاط: عوام میں رائج غلطیوں کی اِصلاح

سلسلہ نمبر 371:

تحقیقِ حدیثِ قدسی:

”میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا“

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تحقیقِ حدیثِ قدسی: ”میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا!“

ایک حدیثِ قدسی مشہور ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: ”میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا، میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے مخلوقات کو پیدا کیا، تو انھوں نے مجھے پہچانا۔“ اس روایت کو کئی واعظین حضرات مختلف الفاظ کے ساتھ بیان کرتے رہتے ہیں۔

تبصرہ:

امام ابن تیمیہ، امام زرکشی، امام ابن حجر عسقلانی، امام سیوطی اور علامہ سخاوی رحمہم اللہ نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث ثابت نہیں، حتی کہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی نہ تو کوئی صحیح سند ثابت ہے اور نہ ہی کوئی ضعیف سند۔ گویا کہ یہ حدیث کسی بھی طریقے سے ثابت نہیں۔ اس لیے اس روایت کی نسبت حضور اقدس ﷺ کی طرف کرنا، اس کو حدیث سمجھنا، اس کو بیان کرنا یا اس کو پھیلانا ہرگز درست نہیں۔ عبارات ملاحظہ فرمائیں:

- المصنوع في معرفة الحديث الموضوع:

٢٣٢- حَدِيثُ: «كُنْتُ كَنْزًا لَا أُعْرَفُ فَأَحْبَبْتُ أَنْ أُعْرَفَ فَخَلَقْتُ خَلْقًا فَعَرَّفْتُهُمْ بِي فَعَرَفُونِي»: نَصَّ الْحُفَّاظُ كَابْنِ تَيْمِيَّةَ وَالزَّرْكَشِيِّ وَالسَّخَاوِيِّ عَلَى أَنَّهُ لَا أَصْلَ لَهُ.

- تذكرة الموضوعات:

«كنت كنزا لا أعرف فأحببت أن أعرف فخلقت خلقا فعرفتهم بي فعرفوني»: قال ابن تيمية: ليس من الحديث، ولا يعرف له سند صحيح ولا ضعيف، وتبعه الزركشي وشيخنا، وفي «الذيل»: قال ابن تيمية: موضوع، وهو كما قال.

- تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأحاديث الشنيعة الموضوعة:

٤٤: حديث: «كنت كنزا لا يعرف فأحببت أن أعرف فخلقت الخلق وتعرفت لهم فبى عرفونى»: قال ابن تيمية: موضوع.

• كشف الخفاء ومزيل الإلباس عما اشتهر من الأحاديث على ألسنة الناس:

٢٠١٦- «كنت كنزا لا أعرف، فأحببت أن أعرف، فخلقت خلقا، فعرفتهم بي فعرفوني» وفي لفظ: «فتعرفت إليهم فبي عرفوني»: قال ابن تيمية: ليس من كلام النبي ﷺ، ولا يعرف له سند صحيح ولا ضعيف. وتبعه الزركشي والحافظ ابن حجر في «اللآلئ» والسيوطي وغيرهم. وقال القاري: لكن معناه صحيح مستفاد من قوله تعالى: «وما خلقت الجن والإنس إلا ليعبدون» أي ليعرفوني كما فسره ابن عباس رضي الله عنهما. والمشهور على الألسنة: «كنت كنزا مخفيا فأحببت أن أعرف فخلقت خلقا فبي عرفوني»، وهو واقع كثيرا في كلام الصوفية، واعتمدوه وبنوا عليه أصولا لهم.

مذکورہ حدیثِ قدسی کے مفہوم کی بعض قرآنی تائیدات کی حقیقت:

ما قبل کی تفصیل سے یہ بات واضح ہوئی کہ مذکورہ حدیثِ قدسی ثابت نہیں، البتہ بعض حضرات اہلِ علم فرماتے ہیں کہ مذکورہ حدیثِ قدسی کا مفہوم بعض قرآنی آیات سے ثابت ہو سکتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

پہلی قرآنی تائید:

حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ حدیثِ قدسی ثابت تو نہیں البتہ اس کا مفہوم قرآن کریم سورۃ الذاریات کی آیت نمبر 56 سے ثابت ہوتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ.

ترجمہ: ”اور میں نے جِنّات اور انسانوں کو اس کے سوا کسی اور کام کے لیے پیدا نہیں کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔“ (آسان ترجمہ قرآن)

سورۃ الذاریات کی مذکورہ آیت کی مشہور تفسیر تو واضح ہے، اس لیے اس کو ذکر کرنے کی ضرورت نہیں، البتہ اس کی ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ میں نے جنات اور انسانوں کو اس لیے پیدا کیا ہے تاکہ وہ مجھے پہچانیں اور میری معرفت حاصل کریں۔

چوں کہ اُس حدیثِ قدسی سے بھی یہی مفہوم معلوم ہوتا ہے کہ مخلوق کو اس لیے پیدا کیا تاکہ اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو، اور ایک تفسیر کے مطابق مذکورہ آیت سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ انسانوں اور جنات کو پیدا کرنے کا مقصد یہ ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو، اس لیے مذکورہ آیت سے مذکورہ حدیثِ قدسی کا مفہوم کسی درجے میں ثابت ہوتا ہے۔

ذیل میں اس تفسیر کے مآخذ ملاحظہ فرمائیں:

1۔ یہ تفسیر حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ثابت ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

- روح المعاني:

ومن هنا فسر ابن عباس قوله تعالى: «وما خلقت الجن والإنس إلا ليعبدون» بقوله: إلا ليعرفون. (سورة الإسراء)

- الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة:

٣٥٣: حديث: «كنت كنزا لا أعرف فأحببت أن أعرف فخلقت خلقا فعرفتهم بي فعرفوني»: قال ابن تيمية: ليس من كلام النبي عليه الصلاة والسلام، ولا يعرف له سند صحيح ولا ضعيف، وتبعه الزركشي والعسقلاني، لكن معناه صحيح مستفاد من قوله تعالى: «وما خلقت الجن والإنس إلا ليعبدون» أي ليعرفون، كما فسره ابن عباس رضي الله عنهما.

- مرقاة المفاتيح:

فَقَدْ رُوِيَ: «كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا، فَأَحْبَبْتُ أَنْ أُعْرَفَ، فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِأُعْرَفَ». وَفِي قَوْلِهِ تَعَالَى: «وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ» [الذاريات: ٥٦] إِشَارَةٌ إِلَى ذَلِكَ عَلَى تَفْسِيرِ حَبْرِ الْأُمَّةِ أَيْ لِيَعْرِفُونِ. (باب الإيمان بالقدر)

- المجالسة وجواهر العلم:

٢٢٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: أخبرنَا يَحْيَى بْنُ ضُرَيْسٍ عَنْ عَبْدِ الْوَهَّابِ بْنِ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: «وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ والإنس إلا ليعبدون» [الذاريات: ٥٦] قَالَ: لِيَعْرِفُونِ.

تنبیہ:

ماقبل میں سورۃ الذاریات آیت نمبر 56 کے تحت تفسیر روح المعانی، الاسرار المرفوعۃ، مرقاۃ المفاتیح اور المجالسۃ وجواہر العلم کے حوالے سے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر ذکر کی گئی ہے تو یہ بندہ کو متقدمین کے بنیادی مآخذ اور مصادر میں نہیں مل سکی، بلکہ تفسیر الدر المنثور، تفسیر ابن ابی حاتم، تفسیر ابن کثیر وغیرہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی جو تفسیر منقول ہے اس کا مضمون یہ ہے: "لِيُقِرُّوا بِالْعُبُودِيَّةِ طَوْعًا أَوْ كَرْهًا"۔ واللہ تعالیٰ اعلم

2۔ یہ تفسیر امام مجاہد رحمہ اللہ سے بھی ثابت ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

- تفسير الإمام البغوي:

«وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالإِنْسَ إِلا لِيَعْبُدُونِ» ..... وقال مجاهد: إلا ليعرفوني. وهذا أحسن؛ لأنه لو لم يخلقهم لم يعرف وجوده وتوحيده.

- الجامع لأحكام القرآن للقرطبي:

قوله تعالى: «وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْأِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ»: ..... مجاهد: إلا ليعرفوني.

- البحر المحيط:

«وما خلقت الجن والإنس من المؤمنين»: ..... وقال مجاهد: «إِلَّا لِيَعْبُدُونِ»: ليعرفون.

- جامع بيان العلم وفضله:

١٥٠٦- وَذَكَرَ سُنَيْدٌ عَنِ حَجَّاجٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: «وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونْ» [الذاريات: ٥٦] قَالَ: إِلَّا لِيَعْرِفُونِ.

3۔ یہ تفسیر امام ابن جُرَیج رحمہ اللہ سے بھی منقول ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

- تفسير الإمام ابن كثير:

ثم قال: «وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالإِنْسَ إِلا لِيَعْبُدُونِ» أي: إنما خلقتهم لآمرهم بعبادتي، لا لاحتياجي إليهم ..... وقال ابن جُرَيْج: إلا ليعرفون.

- الاستذكار الجامع لمذاهب فقهاء الأمصار:

٣٨٨٢٧- قَالَ أَبُو عُمَرَ: قَدِ اخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِي مَعْنَى قَوْلِهِ تَعَالَى: «وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ» [الذَّارِيَاتِ: ٥٦].

٣٨٨٢٩- وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَابْنُ جُرَيْجٍ: إِلَّا لِيَعْرِفُونِي.

اسی طرح دیگر متعدد مفسرین کرام اور حضرات اہلِ علم نے بھی اس تفسیر کو کسی صحابی یا امام کی طرف نسبت کیے بغیر بطورِ ایک قول کے ذکر فرمایا ہے۔

دوسری قرآنی تائید:

قرآن کریم سورۃ الطلاق آیت نمبر 12 میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَللّٰهُ الَّذِیۡ خَلَقَ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الۡاَرۡضِ مِثۡلَهُنَّ یَتَنَزَّلُ الۡاَمۡرُ بَیۡنَهُنَّ لِتَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدۡ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عِلۡمًا.

ترجمہ: ”اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان پیدا کیے، اور زمین بھی انھی کی طرح، اللہ کا حکم ان کے درمیان اُترتا رہتا ہے، تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے اور یہ کہ اللہ کے علم نے ہر چیز کا اِحاطہ کیا ہوا ہے۔“ (آسان ترجمہ قرآن)

اس آیت کی تفسیر میں شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”یعنی آسمان و زمین کے پیدا کرنے اور ان میں انتظامی احکام جاری کرنے سے مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفاتِ علم وقدرت کا اظہار ہو (نبہ علیہ ابن قیم فی بدائع الفوائد)، بقیہ صفات ان ہی دو صفتوں سے کسی نہ کسی طرح تعلق رکھتی ہیں۔ صوفیہ کے ہاں جو ایک حدیث نقل کرتے ہیں: ”کنت کنزا مخفیا فأحببت أن أعرف“ گو محدثین کے نزدیک صحیح نہیں، مگر اس کا مضمون شاید اس آیت سے مأخوذ و مستفاد ہو سکتا ہو واللہ اعلم۔“ (تفسیر عثمانی سورۃ الطلاق آیت نمبر 12)

بظاہر اس کا مطلب یہ کہ اس آیت کی رو سے زمین وآسمان کی پیدائش اور ان میں انتظامی احکام کا اِجرا اس

لیے ہوا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی صفتِ علم وقدرت کا اظہار ہو، جس سے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوسکتی ہے، اور مذکورہ حدیثِ قدسی سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ مخلوق کو پیدا کرنے کا مقصد یہ ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو، گویا کہ آیت اور حدیثِ قدسی دونوں ہی سے اللہ تعالیٰ کی معرفت کا حصول ثابت ہوتا ہے، اس لیے مذکورہ آیت سے کسی درجے میں مذکورہ حدیثِ قدسی کے مفہوم کی تائید ہوسکتی ہے۔

حاصلِ کلام اور اہم تنبیہ:

خلاصہ یہ کہ یہ مذکورہ حدیثِ قدسی ثابت نہیں، اس لیے اس روایت کی نسبت حضور اقدس ﷺ کی طرف کرنا، اس کو حدیث سمجھنا، اس کو بیان کرنا یا اس کو پھیلانا ہرگز درست نہیں، البتہ بعض قرآنی آیات سے اس حدیث قدسی کے مفہوم کا کسی درجے میں ثبوت اور اس کی تائید ہوسکتی ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اس تائید کی وجہ سے اس غیر ثابت حدیثِ قدسی کو حدیث تسلیم کرلیا جائے اور اسے حضور ﷺ کی طرف نسبت کرتے ہوئے بیان کیا جائے۔ گویا کہ بعض قرآنی آیات سے اس کے مفہوم کی تائید ہونے کے باوجود بھی یہ حدیث نہیں بن سکتی، بلکہ یہ غیر ثابت ہی رہے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

3 صفر المظفر 1442ھ/21 ستمبر 2020

03362579499